20903-مسجد اقصی اور گنبد صخرۃ

سوال

کچھ دیر قبل مجھے ایک ای میل لیٹر ملا جس میں مسجد اقصی کی حالت اور مسجد اقصی اور قبہ صخرہ کے درمیان فرق کیا گیا ہے تو کیا یہ ممکن ہے کہ آپ اس کی وضاحت کریں کہ مسجد اقصی اور قبہ صخرہ کے درمیان فرق ہے ؟
ہم سب اسلامی جگہ پر یہ کیوں دیکھتے ہیں کہ ہر جگہ پر ہی یہ قبہ مسجد اقصی کی نشاندہی کرتا ہے ، میں اور بہت سارے مسلمان اس فرق کو جانتے تک نہیں ہیں ؟

پسندیدہ جواب

مسجد اقصی قبلہ اول اور ان تین مساجد میں سے ہے جن کی طرف سفر کر کے جانا جائز ہے ، کہا جاتا ہے کہ اسے سلیمان علیہ السلام نے تعمیر کیا تھا ۔

جیسا کہ سنن نسائی (693) میں حدیث موجود ہے اور اسے علامہ البانی رحمہ اللہ تعالی نے صحیح نسائی میں صحیح کہا ہے :

اور ایک قول یہ ہے کہ پہلے سے موجود تھی تو سلیمان علیہ السلام نے اس کی تجدید کی تھی اس کی دلیل صحیحین میں ابو ذر رضی اللہ تعالی عنہ سے حدیث مروی ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ زمین میں سب سے پہلے کون سی مسجد بنائی گئی ؟

تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : مسجد حرام (بیت اللہ) تو میں نے کہا کہ اس کے بعد کونسی ہے ؟

تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرمانے لگے : مسجد اقصی ، تو میں نے سوال کیا کہ ان دونوں کے درمیان کتنا عرصہ ہے ؟

تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ چالیس سال ، پھر جہاں بھی تمہیں نماز کا وقت آجائے نماز پڑھ لو کیونکہ اسی میں فضیلت ہے ۔ صحیح بخاری حدیث نمبر (3366) صحیح مسلم حدیث نمبر (520) ۔

اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو رات کے ایک حصہ میں بیت المقدس کی سیر کرائی گئی اور اس مسجد میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے دوسرے انبیاء علیہم السلام کو نماز پڑھائی ۔

اللہ سبحانہ وتعالی نے معراج کا واقعہ ذکر کرتے ہوئے فرمایا ہے :

.{پاک ہے وہ اللہ تعالی اپنے بندے کو رات ہی رات میں مسجد حرام سے مسجد اقصی لے گیا جس آس پاس ہم نے برکت دے رکھی ہے اس لیے کہ ہم اسے اپنی قدرت کے بعض نمونے دکھائیں یقینا اللہ تعالی ہی خوب سننے والا اور دیکھنے والا ہے}.الاسراء (1) ۔

اور قبہ صخرہ تو خلیفہ عبد الملک بن مروان نے (72ھ) میں بنوایا تھا ۔

فلسطینی انسائیکلوپیڈیا میں ہے کہ :

مسجد اقصی کے نام کا اطلاق پورے حرم قدس پر ہوتا تھا جس میں سب عمارتیں جن میں اہم ترین قبہ صخری جسے عبد الملک بن مروان نے 72 ھجری الموافق 691 میں بنوایا تھا جو کہ اسلامی آثار میں شامل ہوتا ہے، اور آج یہ نام حرم کے جنوبی جانب والی بڑی مسجد پر بولا جاتا ہے۔ دیکھیں: الموسوعۃ الفلسطینیۃ (203/4)۔

اور اسی انسائیکلوپیڈیا میں ہے کہ:

مسجد اقصی کے صحن کے وسط اور قدس شہر کے جنوب مشرقی جانب یہ قبہ بنایا گیا ہے جو کہ ایک وسیع و عریض اور مستطیل شکل کا صحن جس کی مساحت شمال سے جنوب کی جانب تقریبا 480 میٹر اور مشرق سے مغرب 300 میٹر بنتی ہے، اور یہ پرانے القدس شہر سے تقریبا پانچ گناہ زیادہ ہے۔ اھ یہ عبارت کچھ کمی بیشی کے ساتھ پیش کی گئی ہے، دیکھیں الموسوعۃ الفلسطینیۃ (23/3)۔

تو وہ مسجد جو کہ نماز کی جگہ ہے وہ قبہ صخری نہیں، لیکن آج کل قبہ کی تصاویر منتشر ہونے کی بنا پر اکثر مسلمان اسے ہی مسجد اقصی خیال کرتے ہیں، حالانکہ فی الواقع ایسی کوئی بات نہیں، مسجد تو بڑے صحن کے جنوبی حصہ واقع ہے اور قبہ صحن کے وسط میں ایک اونچی جگہ پر۔

اور یہ بات تو اوپر بیان کی چکی ہے کہ زمانہ قدیم میں مسجد کا اطلاق پورے صحن پر ہوتا تھا۔

اس کی تائید شیخ الاسلام ابن تیمیۃ رحمہ اللہ تعالی کے اس بیان سے بھی ہوتی ہے کہ:

مسجد اقصی اس ساری مسجد کا نام ہے جسے سلیمان علیہ السلام نے تعمیر کیا تھا، اور بعض لوگ اس مصلی یعنی نماز پڑھنے کی جگہ کو جسے عمر بن خطاب رضی اللہ تعالی عنہ نے اس کی اگلی جانب تعمیر کیا تھا اقصی کا نام دینے لگے ہیں، اس جگہ میں جسے عمر بن خطاب رضی اللہ تعالی عنہ نے تعمیر کیا تھا نماز پڑھنا باقی ساری مسجد میں نماز پڑھنے سے افضل ہے۔

اس لیے کہ جب عمر بن خطاب رضی اللہ تعالی عنہ نے بیت المقدس فتح کیا تو اس وقت اونچی جگہ (قبہ صخرہ) پر زیادہ گندگی تھی جس کی وجہ یہ تھی کہ یھودی اس طرف نماز پڑھتے تھے تو اس کے مقابلہ میں عیسائی اس جگہ کی توھین کرتے، تو عمر رضی اللہ تعالی عنہ نے اس گندگی کو صاف کرنے کا حکم صادر فرمایا، اور کعب رضی اللہ تعالی عنہ سے کہنے لگے:

تیرے خیال میں ہمیں مسلمانوں کے لیے مسجد کہاں بنانی چاہیے؟، تو کعب رضی اللہ تعالی عنہ نے جواب دیا: کہ اس اونچی جگہ کے پیچھے، تو عمر رضی اللہ تعالی عنہ فرمانے لگے، او یھودی ماں کے بیٹے! تجھ میں یھودیت کی ملاوٹ ہے، بلکہ میں تو اس کے آگے بناؤں گا اس لیے کہ ہماری مساجد آگے ہوتی ہیں۔ دیکھیں: الرسائل الکبری لشیخ الاسلام (61/2)۔

تو یہی وجہ ہے کہ ائمہ کرام جب بھی مسجد اقصی بیت المقدس میں داخل ہو کر نماز پڑھتے تو اسی جگہ پر پڑھتے تھے جسے عمر رضی اللہ تعالی عنہ نے تعمیر کیا تھا، اور اس اونچی جگہ (گنبد والی) کے پاس نہ تو عمر اور نہ ہی کسی اور صحابی رضی اللہ تعالی عنھم میں سے کسی نے نماز پڑھی تھی اور نہ ہی خلفاء راشدہ کے دور میں اس پر قبہ (گنبد) ہی بنا ہوا تھا بلکہ یہ جگہ عمر اور عثمان، علی، اور معاویہ رضی اللہ تعالی عنہ اور یزید اور مروان کے دور حکومت میں یہ جگہ بالکل کھلی تھی۔

اور نہ ہی صحابہ کرام اور تابعین عظام میں کسی نے اس قبہ کی تعظیم کی اس لیے کہ یہ قبلہ منسوخ ہو چکا ہے، اس کی تعظیم تو صرف یھودی اور عیسائی کرتے ہیں، اس کا معنی یہ نہیں کہ ہم مسلمان اس کی تعظیم نہیں کرتے بلکہ ہم اسے وہ تعظیم دیتے ہیں جو ہمارے دین میں ہے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے دی ہے جس طرح کہ ہر مسجد کو تعظیم دی ہے۔

اور عمر رضی اللہ تعالی عنہ نے جو کعب رضی اللہ تعالی عنہ کی بات کا انکار کیا اور انہیں اے یھودی ماں کے بیٹے کہا تو یہ اس لیے تھا کہ کعب رضی اللہ تعالی عنہ اسلام سے قبل یھودی علماء میں سے تھے جب انہوں نے عمر رضی اللہ تعالی عنہ کو اس اونچی جگہ کے پیچھے مسجد بنانے کا مشورہ دیا تو اس میں اس چٹان کی تعظیم ہوتی کہ مسلمان نماز میں اس کی طرف منہ کر کے نماز ادا کریں، اور اس چٹان کی تعظیم تو یھودیوں کے دین میں ہے نہ کہ مسلمانوں کے دین اسلام میں۔

مسلمانوں کا قبے کو ہی مسجد اقصی سمجھنے کی وجہ یہ ہے کہ انہوں نے تصویروں میں اسے اچھی عمارت وھئیت میں دیکھا ہے ، تو یہ اس غلطی کو ختم نہیں کرسکتا جوکہ مسجد اقصی اور قبہ کی تمیز میں پیدا ہوچکی ہے ۔

اور یہ بھی ہوسکتا ہے کہ وہ یھودی سازش کا نتیجہ ہو تا کہ ان کے اس قبہ کی تعظیم کی جانی لگے اور وہ اس کی جانب ہی متوجہ ہوجائیں ، یا پھر یہ کہ اس قبے کا اظہار اس لیے کیا جارہا ہے تا کہ مسجد اقصی کو ختم کرکے ھیکل سلیمانی قائم ہوسکے ۔

اور یہ سب کچھ اس لیے ہے کہ مسلمان یہ گمان کرنے لگیں کہ یہ قبہ صخرہ ہی مسجد اقصی ہیں ، اور اگر یھودی اصلی مسجد اقصی کو منھدم کرنے لگیں تو مسلمانوں کے شور وغوغا کرنے انہیں یہ کہا جاسکے کہ یہ دیکھیں مسجد اقصی تو اپنی حالت پر قائم ہے اور اس کی دلیل میں وہ تصویریں پیش کریں تو اس طرح وہ اپنے مقاصد میں کامیاب ہوجائیں گے اور مسلمانوں کے غیظ وغضب اور تنقید سے بھی بچ جائیں گے ۔

ہم اللہ تعالی سے دعا گو ہیں کہ وہ مسلمانوں کی عزت وبلندی کو واپس لائے ، خنزیروں اور بندروں کے بھائیوں سے مسجد اقصی کو پاک صاف کردے ، اللہ تعالی اپنے امر پر غالب ہے لیکن یہ بات اکثر لوگوں کے علم میں نہیں ۔

واللہ تعالی اعلم.